

وہابیوں، دیوبندیوں کو جواب کر دینے والی مبارک کتاب



ابحاشۃ اخیرہ

۱۴۲۸ھ

تصنیف لطیف

اعلیٰ حضرت، مجدد امام احمد رضا

ALAHAZRAT NETWORK

اعلیٰ حضرت نیٹ ورک

www.alahazratnetwork.org

ابحاثِ اخیرہ

۱۳

ھ

۲۸

(یہ مبارک رسالہ وہ ہے کہ جس نے دیوبندیوں کی مناظرہ کی رٹ اور ٹھیلیوں کو خاک میں ملا دیا،
خوارج کے دیوبندیوں نے دعوتِ مناظرہ دی تھی، پیچھے اپنی طواغیت کی چال بازیوں سے ناواقف تھے
دعوتِ مناظرہ دے بیٹھے، اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ مضمون حقائقِ مشحون بصیغہٴ رجسٹری
ارسال فرما دیا جس کا تاریخی نام "ابحاثِ اخیرہ" ہے، اس کے پہنچنے ہی تھا نوی و اجودھیہ باشی و
چاندپوری وغیرہ کو سانپ سونگھ گیا اور آج تک اس کی تابشوں سے دیابنہ ملاعنہ کی آنکھیں خیرہ ہیں
اور قیامت تک اس کا جواب ان سے ممکن نہیں)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

جناب مولوی اشرف علی صاحب تھانوی!

الحمد للہ! اس فقیر بارگاہِ غالب قدیر عز جلالہ کے دل میں کسی شخص سے نہ ذاتی مخالفت نہ دشمنی خصوصاً
مجھے میرے سرکار ابد قرار حضور پر نور سیدہ الابرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے محض اپنے کرم سے اس خدمت پر مامور فرمایا ہے
کہ اپنے مسلمان بھائیوں کو ایسوں کے حال سے خبردار رکھوں جو مسلمان کہیں کہ اللہ واحد قہار جل جلالہ اور محمد رسول اللہ
ماذون منار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شانِ قدس پر حملہ کریں تاکہ مجھے عوامِ بھان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھولی بھالی بھڑکیں ان "ذبابِ فیثاب"

کے جنوں، علمائوں، مورثیت، مشیخت مقدس ناموں، قالی و قال الرسول کے روغنی کلاموں دھوکے میں آکر شمار کر گاہاں تو خود ہرگز معاذ اللہ ستر میں نہ گریں یہ مبارک کام بھلا انعام اس عاجز کی طاقت سے بدرجہا خوب تر و فزوں تر ہوا اور ہوتا ہے، اور جب تک وہ چاہے گا ہوگا، ذلک من فضل اللہ علینا و علی الناس، والحمد للہ رب العالمین (ہم پر اور لوگوں پر یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے، اور سب تعریفیں اللہ رب العالمین کے لئے ہیں۔) اس سے زیادہ نہ کچھ مقصود نہ کسی کی سب و شتم و بہتان و افتراء کی پروا۔ میرے سرکار نے مجھے پہلے ہی سنا دیا تھا،

ولتسمعن من الذین ادنوا الکتب من قبلکم
ومن الذین اشركوا الذی کشیرا و ان تصبروا
وتتقوا فان ذلک من عن امر الامور
بے شک ضرور تم مخالفوں کی طرف سے بہت کچھ
براسنو گے اور اگر صبر و تقویٰ کرو تو وہ بڑی ہمت
کا کام ہے۔

الحمد للہ! یہ زبانی ادعا نہیں، میری تمام کارروائیاں اس پر شاہد عدل ہیں، موافق اور مخالف سب دیکھ رہے ہیں کہ امروں کے علاوہ جتنے ذاتی حملے مجھ پر ہوئے کسی کی اصلاً پروا نہ کی۔ اصحاب فقیر نے آپ کی طرف سے ہر قابل جواب اشتہار کے لاجواب جواب دئے جو بھلا تعالیٰ لاجواب رہے مگر جناب کے مہذب عالم مقدس مکمل مولوی مرتضیٰ حسن صاحب دیوبندی چاند پوری کے کمال شہستہ و شائستہ دشنام نامے (بریلی چپ شاہ گرفتار) کی نسبت قطعی نعت کر دی جس کا آج تک ادھر والوں کو افتخار ہے کہ ہمارا گالی نامہ لاجواب رہا۔ اگر امی غلط مولانا شہناز اللہ امرتسری ممکن و موجود ہیں فرق نہ جان سکے، مقدورات الہیہ کو موجودات میں منحصر ٹھہرایا، علم الہی کے نامہ و دہونے میں اپنے آپ کو متائل بنایا اور جلتے ہی رمضان جیسے مبارک مہینہ میں برعکس چھاپ دیا، میں ہر آریا، ادھر اس پر بھی التفات نہ ہوا، عاقلان نیکو میدان پر اکتفا کیا، یہاں تک وقائع مکہ معقلہ میں کیسے کیسے معکوس اور مصنوع اکاذیب فاجرہ اخباروں میں کس آب و تاب سے چھپا کئے، ہر چند اجاب کا اصرار ہوا، فقیر اتنا ہی شائع کرتا ہے کہ یہ جھوٹ ہے۔ اتنا بھی نہ کیا، پھر جب چند ہی روز میں حضرات کے جھوٹ کھل گئے اور واحد قہار کے زبردست ہاتھوں نے ان کے منہ میں پتھر دے دئے، اس پر بھی میں نے اتنا نہ کہا کہ ”کیسا آپ صاحبوں کا جھوٹ کھلا“ ایسے وقائع بکثرت ہیں، اور اب جو صاحب چاہیں امتحان فرمائیں، ان شاء اللہ العزیز ذاتی حملوں پر کبھی التفات نہ ہوگا، سرکار سے مجھے یہ خدمت سپرد ہے کہ عزت سرکار کی حمایت کروں کہ اپنی۔

میں تو خوش ہوں کہ جتنی دیر مجھے گالیاں دیتے، افتراء کرتے، بُرا کہتے ہیں اتنی دیر محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بدگوئی، منقصت جوئی سے غافل رہتے ہیں، میں چھاپ چکا اور پھر لکھتا ہوں میری آنکھ کی ٹھنڈک

اس میں ہے کہ میری اور میرے آباء کرام کی آبروئیں عزتِ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے سپر رہیں،
اللہم آمین!

تذکرات

(۱) آپ جانتے ہیں اور زمانہ پر روشن ہے کہ بفضلِ سالہا سال کے کس قدر رسائل کثیرہ و عزیزہ آپ اور آپ کے اکابر جناب مولوی گنگوہی صاحب وغیرہ کے زو میں ادھر سے شائع ہوئے اور کچھ تعالیٰ ہمیشہ
لا جواب رہے۔

(۲) وہ اور آپ صراحتہً مناظرہ سے استعفاء دے چکے۔

(۳) سوالات گئے جواب نہ ملے، رسائل بھیجے داخل دفتر ہوئے، رجسٹریاں پہنچی منکر ہو کر واپس فرمادیں۔
(۴) اخیر تدبیر کو دیوبند جلسہ میں ان رئیسوں کے ذریعہ سے جن کا جناب پر بار ہے تحریک کی، اس پر بھی آپ ساکت
ہی رہے۔

(۵) رئیسوں کا دباؤ تھا، ناچار دفعہ وقتی کو وہی چاند پوری صاحب آپ کے وکیل بنے، فیر نے اپنے خط و قلم سے
جناب کو رجسٹری شدہ کارڈ بھیجا، پھر کیا آپ مناظرہ معلوم پر آمادہ ہوئے، کیا آپ نے چاند پوری صاحب
کو اپنا وکیل مطلق کیا؟ سات مہینے سے زائد گزر گئے آپ نے اس کا بھی جواب نہ دیا۔ ظاہر ہے کہ اگر آپ
واقعی آمادہ ہوئے ہوتے، واقعی آپ نے وکیل کیا ہوتا تو ہاں لکھ دینا دشوار نہ ہوتا، مردانہ وار اقرار سے
قرار نہ ہوتا۔ یہ ہے وہ فرضی، لایعنی، غیر واقع، بے بہتی معاہدہ جس سے عدول کا ادھر الزام لگایا جاتا ہے
سبحان اللہ! اپنے وکیل بلا ادعا کی وکالت آپ نہ مانیں اور عدول جانبِ خصم سے جانیں۔ ہاں، جناب
تو نہ بولے، سولہ دن بعد انھیں آپ کے موکل صاحب نے لب کھولے کہ ہم جو روسا کے سامنے اپنے منہ
آپ ہی دعویٰ وکالت کر چکے ہیں، اب جناب تھانوی صاحب سے دریافت کرنا وقت اور رسوائی گدون
کا طوق، ناپاک چالیں، بے شرمی کے چیلے ہیں (ملاحظہ ہو ان کا شریفانہ مہذب خط مورخہ ۳۰ ربیع الآخر
شریف ۱۳۲۸ھ) جو ان کی اعلیٰ تہذیبوں سے نمونہ خوار ہے، یہ خطاب محض اس جرم پر ہیں کہ
تھانوی صاحب سے ہماری وکالت کا کیوں استفسار کیا، ان کے قبول وعدوں پر کیوں موقوف رکھا، ہمارا
زبانی ادعا کیوں نہ مان لیا، جناب تھانوی صاحب لاکھ نہ مانیں ہم جو ان کے وکیل بن بیٹھے ہیں، اب نہ ماننا
بے شرمی کا جیلہ ہے، ناپاک چال ہے، ذلت ہے، رسوائی ہے، طوق و بال ہے، جناب تھانوی صاحب! آپ
اپنے موکل یعنی خود ساختہ وکیل صاحب کی بابت خود ہی فیصلہ فرما سکتے ہیں، آج تک ایسی وکالت کسی

غیر مجنون کے نزدیک قابل قبول ہوئی یا کوئی عاقل ایسے حضرات سے خطاب دروار کئے گا؟

(۶) جلسہ دیوبند کے بعد جناب مولوی گنگوہی صاحب کے ایک شاگرد رشید مولوی علی رضا مودی نے آپ حضرات سے مناظرہ کر لینے کی تحریک کی، انھیں فوراً لکھا گیا، یہاں تو برسوں سے یہی درخواست ہے، جناب گنگوہی صاحب اپنی راہ گئے، جناب تھانوی صاحب بھی انھیں کی راہ پر مہر برب ہیں، آپ ہی ہمت کیجئے اور تھانوی صاحب سے جواب لادیکجئے۔ اس کے پہنچنے پر ان صاحب نے بھی ہمت ہار دی۔

(۷) اذنا بجناب کے افتراءِ عظیم پر مسلمانوں نے پانچ سو روپے نقد کا اشتہار دیا اور آپ کو رجسٹری بھیجا، آپ نہ جواب دے سکے نہ ثبوت۔

(۸) دوسرے اشد افتراء نامہ پر تین ہزار روپے کا اشتہار آپ کو دیا اور رجسٹری بھیجا۔ اگر تمام جماعت سے کچھ بن پڑتی تو اپنے مدرسہ دیوبند کے لئے اتنی بڑی رقم نہ چھوڑی جاتی، مگر نہ جواب ہی ممکن ہوا نہ ثبوت، ناچار چہارہ کار وہی سکوت۔

(۹) یہ مانا کہ جب جواب بن ہی نہ پڑے تو کیا کیجئے، کہاں سے لائے، کس گھر سے دیجئے؟ مگر جناب والا! ایسی صورتوں میں انصاف یہ تھا کہ اپنے اتباع کا منہ بند کرتے۔ معاملہ دین میں ایسی ناگفتنی حرکات پر انھیں لجاتے شرطتے، اگر جناب کی طرف سے ترغیب نہ تھی تو کم از کم آپ کے سکوت نے انھیں شہہ دی یہاں تک کہ انھوں نے ”سیف النقی“ جیسی تحریر شائع کی جس کی نظیر آج تک کسی آریہ یا پادری سے بن نہ پڑی یعنی میرے رسائلِ قاہرہ کے قرض اتارنے کا یہ ذریعہ شنیعہ ایجاد کیا کہ میرے والد ماجد و جد امجد و پیر و مرشد قدس سرہ و خود حضور پرنور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسمائے طیبہ سے کتابیں گھر لیں، ان کے نام نہاد مطبع تراش لئے، فرضی صفحوں کے نشان سے عبارتیں تصنیف کر لیں جس کی مختصر جدول یہ ہے:

نام کتاب	اسمائے طیبہ مفتری عظیم	مطبع تراشیدہ	صفحہ تراشیدہ	خلاصہ عبارت تراشیدہ	صفحہ افتراء
ہدایۃ البریۃ	والد ماجد قدس سرہ	لاہور	۱۳	مسئلہ علم غیب	۱۱
تحفۃ المقلدین	حضرت خاتم المحققین	صبح صادق سیالپور	۱۵	مسئلہ تبدیل گورستان بحایت گنگوہی صاحب	۲۰
ہدایۃ الاسلام	حضرت قدوة السالکین جد امجد قدس سرہ	لاہور	۳۰	مسئلہ علم غیب خاص بحایت تھانوی صاحب	۱۱

۲۰	تبدیل گورستان بجایت گنگوہی صاحب	۱۲	لکھنؤ	جد امجد قدس سرہ	تحفۃ المقلدین
۱۱	مسئلہ علم غیب بجایت تھانوی صاحب	۱۵	کانپور	اعلیٰ حضرت تاج محمد قدس سرہ	خزینۃ الاولیاء
۲۱	تبدیل گورستان بجایت گنگوہی صاحب	۱۴	مصطفائی	" " " "	ملفوظات
۱۴	مسئلہ علم غیب	۱۸	مصر	حضور پر نور غوث اعظم رضی اللہ عنہ	مرآۃ الحقیقۃ

اور بے دھڑک لکھ دیا کہ تم یہ کہتے ہو اور تمہارے اکابر اپنی ان کتابوں میں ان مطابح کی مطبوعات میں ان صفحوں پر یہ فرماتے ہیں، حالانکہ ان کتابوں کا جہان میں وجود نہ ان مطابح کا کہ کسی مطبع میں چھپیں، نہ ان حضرات نے تصنیف فرمائیں، نہ حوالہ دہندہ کے فرض و تراش کے باہر آئیں۔ جرات پر جرات یہ کہ صفحہ ۲ پر جو فرضی مطبع لاہور کی خیالی ہدایۃ البرتہ سے ایک فتویٰ گھڑا اس کے آخر میں حضرت خاتم المحققین قدس سرہ کی مہر بھی دل سے تراش لی جس میں مسئلہ لکھے حالانکہ حضرت والا کا وصال شریف ۱۲۹۷ھ میں ہو چکا۔ حضرات کی حیا! یہ سخت گندہ افرائی رسالہ جناب کے مدرسہ دیوبند سے شائع ہوا۔ صاحب مطبع کا بیان ہے کہ آپ کے ایک حکم مصنف مولوی صغیر حسین صاحب دیوبندی نے چھپوایا، آپ کے وکیل مولوی رفیع حسن دیوبندی نے اپنے ایک خط میں اسے افکار آپیش کیا کہ تحریر میں بھی اب آپ کی حقیقت دیکھنی ہے سیف النقی طبع ہو چکا ہے ملاحظہ سے گزرا ہوگا (ملاحظہ ہو خط ۳۰ ربیع الآخر ۱۳۲۶ھ) جب حیار و دین و غیرت و دیانت و عقل و انسانیت کی نوبت یہاں تک مشاہدہ ہوئی ہر ذی فہم نے جان لیا کہ بحث کا خاتمہ ہو گیا، حضرات سے مخاطب کسی عاقل کا کام نہ رہا، الحمد للہ کتب و رسائل فقیر تو چھتیس سال سے لا جواب ہیں، اصحاب و احباب فقیر کے رسائل بھی بے غرہ و جلال لا جواب ہی رہے۔ ادھر کے تازہ رسائل ظفر الدین الطیب و کین کش پنجویچ و بارش سنگی و پیکان جاگداز و العذاب البس اور ضروری نوٹس و نیاز نامہ و کشف راز و اشتہار چہارم و پنجم و ہفتم و ہشتم ہی ملاحظہ فرمائیے، کس سے جواب ہو سکا؟ ان کے اعتدافوں مواخذوں اور مطالبوں کا کس نے قرض ادا کیا؟ بات بدل کر ادھر ادھر کی مہمل لچر اگر ایک ادھر پر ہے میں کسی صاحب نے کچھ فرمائی اس کا جواب فوراً شائع ہوا کہ پھر ادھر مہر سکوت لگ گئی والحمد للہ رب العالمین مگر آپ کی یہ تدبیر حضرات کو ایسی سوجھی جس کا جواب ایک میں اور میرے اصحاب کیا تمام جہان میں کی عاقل سے نہ ہو سکے، غریب مسلمان اتنی حیار و غیرت ایسی بنے تسمان جرات اتنی بیباک طبیعت کہاں سے لائیں کہ کتابوں کی کتابیں دل سے گھر لیں، ان کے مطبع تراش لے، ان کی عبارتیں ڈھال لیں اور آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر سر بازار چھاپ دیں کہ فلاں چھاپے کی فلاں کتاب فلاں صفحہ پر جناب مولوی گنگوہی صاحب

نے لکھا ہے کہ تھانوی صاحب کا فرہیں، فلاں مطبع کے فلاں رسالے فلاں سطر میں جناب مولوی تھانوی صاحب نے فرمایا ہے کہ گنگوہی صاحب مرتد ہیں، جو اتنا بولے وہ حضرات سے مخاطبہ کا نام لے اور واقعی سوا اس طریقے کے اور کبھی کیا سکتے تھے کہ حضرات چھتیس سال کے کتب و رسائل کے بار سے سبکدوش ہوتے۔

وقت ضرورت گر نماز گریز دست بگیر و سرش مشیر تیز

(مصیبت کے وقت جب انسان کو بھاگنے کی بھی طاقت نہیں رہتی تو وہ لڑائی کے لئے کمر بستہ ہو جاتا ہے۔ ت)
(۱۰) الحمد للہ! اسی تمام جہان پر واضح ہو گیا اور ہر عاقل اگرچہ مخالفت ہو خوب سمجھ گیا کہ کس نے مناظرہ سے برسوں فرار کیا، کس نے ہر بار مقابلہ و جواب سے انکار کیا، کون اتنا عاجز آیا کہ جیاد انسانیت کا یکسر پردہ اٹھایا، اور مرتد کیا نہ کرنا کہ اس طرف چال برپا آیا جو آج تک کسی منکر اسلام کو بھی اسلام کے مقابل نہ سوجھی۔ مسئلہ ملون نے جواب قرآن عظیم کے نام سے وہ کچھ ناپاک جہالتیں بزلِ فحش لغو جہالتیں یکیں مگر یہ اسے بھی نہ بن پڑی تھی کہ کچھ آیتیں سُورتیں گھر کر قرآن عظیم ہی کی طرف نسبت کر دیتا کہ مسلمانو! تم تو یوں کہتے ہو اور تمہارے قرآن میں یہ لکھا ہے۔ یہ خاتمہ کا بند اس اخیر ذور میں "مدرسہ عالیہ دیوبند" اور اس کے ہوا خواہوں ہی کا حصہ تھا، بایں ہمہ آپ کے بعض بچارے ناظم عوام یہ امید کئے جاتے ہیں کہ آپ مناظرہ فرمائیں گے۔ اسی کے متعلق اب تازہ مشکوٰۃ نے خورجہ سے خروج کیا ہے جو آپ کے کسی خلیفہ کلن صاحب کا اکلیا ہوا ہے اگرچہ یہاں صد بار کا تجربہ ہے کہ آپ نہ بولے نہ بولیں، محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گایاں لکھ کر چھاپنی تھیں وہ چھاپ چکے اور بار بار چھاپنی جا رہی ہیں، اس پر مسلمانانِ عرب و عجم مطالبہ کریں، آپ کو کیا غرض پڑی ہے کہ جواب دیں۔ کتنی بار خود آپ سے مطالبے ہوئے جواب غائب۔ جلسہ دیوبند میں خط بھیجا جواب غائب۔ تصدیق و کالت کے لئے رجسٹری گئی، جواب غائب۔ آپ کے یہاں کے شاگرد مُودی بچے، ان کو متوسط کیا، جواب غائب۔ جناب شیخ بشیر الدین وغیرہ رؤسائے میرٹھ کو متوسط کیا، جواب غائب۔ جب آپ کے آقا یا نعمت کی وساطت پر بھی آپ نے جواب نہ دیا تو اب خورجہ والے آپ کو بلوالیں۔ یہ امید موبہوم۔ بہت اچھا، ہزار بار گنا بھول گئے، ایک بار پھر سہی، آپ کے معتقدین خورجہ نے آپ حضرات کے اقوال سے نا تجربہ کاری یا اپنی سادگی سے لکھ دیا کہ جو صورت یہ فقیر بارگاہِ مصطفوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پسند کرے منظور ہے۔ بہت خوب ادھر سے کتنی بار اصول اور اہم شرائط مناظرہ کی تصریح ہو چکی اور تعینِ مباحث کی گنتی ہی نہیں۔ فقیر نے جو خط جلسہ دیوبند میں بھیجا اس میں بھی ان کی یاد دہانی تھی۔ ظفر الدین الطیب و ضروری نوٹس ملاحظہ ہوں اور ان سوالوں کا جواب صاف صاف

خاص اپنے قلم و مہر و تخت سے عطا ہو۔ تمام اشتہاروں، تمام مطالبوں میں اگرچہ آپ کو کافی و وافی ملتیں دیں اور ہمیشہ بیکار گئیں کہ آپ تو اپنے ارادوں جیسے جی تک مہلت لے ہوئے ہیں، پھر بھی ربط ضبط کے لئے تعین مدت لازم ہے، یہ سوالات کچھ غور طلب نہیں، تھوڑی عقل والا بھی ان پر فوراً ہاں یا نہ کہہ سکتا ہے مگر بہ لحاظ استعداد جناب شرعی مہلت کہ ابلاغ اعذار کے لئے معین ہے پیشکش اور وصول خط سے تین دن کے اندر ہر سوال کا معقول جواب صاف صریح تحریری مہری عنایت ہو۔ یہ آخری بار ہے، اس دفعہ بھی پہلو تہی فرمائی تو جن کو آپ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علمِ اقدس میں ملایا انہی میں آپ کو ملا دینے کی ہمارے لئے اجازت ہو۔

استفسارات

(۱) توہین اور تکذیبِ خدا و رسولِ جل و علا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے الزاماتِ قطعیہ جو مدتوں سے آپ اور آپ کے اکابر جناب مولوی گنگوہی و نانا توہی صاحبان پر ہیں، کیا آپ ان میں اس فقیر سے مناظرہ پر آمادہ ہیں یا ہونا چاہتے ہیں؟

(۲) کیا آپ بحالتِ صحتِ نفس و ثباتِ عقل بطورِ درغبت بلا جبر و اکراہ اقرار فرماتے ہیں کہ حسام الحرمین و تمہید ایمان و لطیف غیب وغیرہ کے سوالات و اعتراضات کا جواب بالموافقہ مہری و دستخطی دیتے رہیں گے، یونہی ان جوابات پر جو سوالات و رد پیدا ہوں ان کا یہاں تک کہ مناظرہ انجام کو پہنچے اور بفضلہ تعالیٰ حق ظاہر ہو۔

(۳) کیا آپ اسی پر اکتفا فرمائیں گے یا حسب ترتیب مذکور نظر الدین الطیب اس کے بعد سبحان السبوح و کوکبہ شہابہ و سل السیوف وغیرہ میرے رسائل کے مطالبات سے اپنے اکابر گنگوہی صاحب و اسماعیل دہلوی صاحب کو سبکدوش کریں گے؟

(۴) اگر آپ اپنے ہی اقوال کے ذمہ دار ہوں اور اپنے اکابر جناب گنگوہی و نانا توہی و دہلوی صاحبان پر سے دفعِ کفر و ضلال کی جہمت نہ فرمائیں، تو اتنا ارشاد ہو کہ یہاں دو فریق ہیں: اول مسلمانانِ اہلسنت عرب و عجم، دوم صاحبانِ مذکور گنگوہ و نانا توہی و دہلوی مع الاتباع والاذناب و من بلی۔ جناب اگر فریقِ اول سے ہیں تو الحمد للہ ذلک ما کتا بنہ (الحمد للہ یہی ہم چاہتے ہیں۔ ت) تحریر فرمادیجئے کہ جنابانِ گنگوہی و نانا توہی و دہلوی سے بری ہوں وہ اپنے اقوال و کفر و ضلال و توہین و تکذیبِ نبی الجلال و مجہد ذی الجلال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے باعث ویسے ہی ہیں جیسا ان کو علمائے حرمین شریفین

لکھتے آئے اور جیسا ان کی نسبت حسام الحرمین و فتاویٰ الحرمین وغیرہ میں لکھا ہے، اس وقت بلاشبہ ان کے اقوال کا مطالبہ آپ سے نہیں ہو سکتا بلکہ آپ خود بھی ان کے اتباع و اذنا سے مطالبہ و مواخذہ میں شریک ہوں گے، اور اگر جناب فریق دوم سے ہیں تو ان کے اقوال خود آپ کے اقوال ہیں پھر جواب مطالبات سے پہلو تھی کیا معنی؟ اور ظاہر اس کا منظر نہیں کہ جناب فریقین سے جدا ہو کر کسی تیسرے طائفہ مثلاً رافضی، خارجی، قادیانی، یحیری وغیرہ میں اپنے آپ کو گنیں اور بالقرض ایسا ہو تو اس کی تصریح فرمادیکھئے، یوں بھی اس مطالبہ سے آپ کو برأت ہے۔

(۵) واقعی آپ نے اپنے یہاں کے مکمل اکبر چاند پوری صاحب کو جلسہ دیوبند میں مناظرہ مذکورہ کے لئے اپنا وکیل مطلق و مختار عام کیا تھا یا انہوں نے محض چھوٹ مشہور کر دیا؟ برقعہ برآول کیا سبب کہ اسی کی تصدیق کے لئے جو کارڈ رجسٹری شدہ گیا آج جناب کو آٹھواں مہینہ ہے کہ جواب نہ دیا۔

(۶) وہ آپ نے وکیل کیا یا چاند پوری خود بن بیٹھے؟ بہر حال آپ سے اس کی تصدیق چاہنا ویسا ہی جرم اور انہیں مہذب خطابوں کا مستحق ہے جو چاند پوری صاحب نے تحریر فرمائے یا ان کا وہ زعم محض ہذیان و مکابہ و بے عقلی و جنون و زبان درازی و دریدہ دہنی ہے۔ برقعہ برآول شرع، عقل، عرف، کس کا قانون ہے کہ زید جو محض اپنی زبان سے کیل غرور ہوئے گا مدعی ہوا، اسی قدر سے اس کی وکالت ثابت ہو جائے اور تصرفات وہ جو عمرو کے مال و اہل میں کرے ناقد و تمام قرار پائیں اگرچہ عمر و ہرگز اس کی توکیل کا اقرار نہ دے۔ برقعہ برآول کیا ایسا شخص کسی عاقل کے نزدیک قابل خطاب علوم خصوصاً مسائل اصول دینیہ ہو سکتا ہے یا مردود و مطرود نالائق مخاطبہ ہے؟

(۷) سیف النقی کی نسبت بھی ارشاد ہو، آخر آپ بھی اللہ واحد قہار کا نام تو لیتے ہیں، اسی واحد قہار جبار کی شہادت سے بتائیے کہ یہ حرکات جو آپ کے یہاں کے علماء مناظرین کر رہے ہیں صاف و صریح ان کے عجز کامل اور نہایت گندی حملہ بزدل کی دلیل روشن ہیں یا نہیں؟

(۸) جو حضرات ایسی حرکات اور اتنی بے تکلف اختیار کریں، جو ان کو چھپوائیں، بچیں، بانٹیں، شائع اور آشکار کریں، جو ان کو پیش کریں، حوالہ دیں، ان پر افتخار کریں، جو امور مذکورہ کو رد رکھیں، ترک انساو انکار کریں، کسی عاقل کے نزدیک لائق خطاب ٹھہر سکتے ہیں؟ یا صاف ظاہر ہو گیا کہ مناظرہ آخر ہو گیا، مناظرہ مناظرہ کا جھوٹا نام لینے والے بے رُوح پھڑکتے بے جان ہو سکتے ہیں، لایموت فیہا ولا ینحییٰ (اس میں نہ وہ مرے نہ زندہ رہے۔ ت)

(۹) اس واحد قہار جلیل و جبار کی شہادت سے یہ بھی بتا دیکھئے کہ وہ رسالہ ملعونہ جو خاص جناب کے

مدرسہ دیوبند سے اشاعت ہو رہا ہے اور جس کے آخر میں آپ کے دیوبندی مولوی کا اعلان لکھا ہے کہ بندہ کی معرفت رسالہ "سیف النبی علی راسل الشقی" بھی مل سکتا ہے قیمت ۲ روئے۔ اور مولانا محمد اشرف علی صاحب وغیرہ بزرگان دین کی جملہ تصانیف بھی مل سکتی ہیں، راقم بندہ سید اصغر حسین عفی عنہ مدرسہ اسلامیہ دیوبند ضلع سہارنپور۔

اس اشاعت کی آپ کو اطلاع تو ظاہر مگر اس میں آپ کا شوری نہیں، آپ کی شرکت ہے یا نہیں؟ نہیں تو آپ کی رضا و رغبت ہے یا نہیں؟ نہیں تو آپ کو سکوت اور سکوت کا محصل اجازت ہے یا نہیں؟ نہیں تو آپ نے کیا انسداد کیا؟ اور اس میں اپنی پوری قدرت صرف کی یا بے پروائی برتی؟ بر تقدیر اول اثر کیوں نہیں ہوتا؟ بر تقدیر ثانی یہ بھی نیم اجازت ہے یا نہیں؟

(۱۰) اسی عزیز، مقتدر، منتقم، متکبر عز وجلالہ کی شہادت سے یہ بھی حبیبتہؑ فرمادیجئے کہ حالات و مقالات جو ظفر الدین الجید تا اشتہار، ششم از نامہ حاضرہ مستحی بہ ابکاٹ اخیرہ میں مذکور ہوئی سب حق و صواب ہیں یا ان میں سے کون سا خلاف واقع ہے؟ اور جب سب حق ہیں تو مناظرہ کا طالب کون رہا اور برابر برابر قرار گریز بر گریز پر کس نے قرار کیا؟ بَیِّنُوا تَوَجُّدُ (بیان کیجئے اجر پائیے۔ ت)

سَبِّ احکم بالحق و سبنا بالبرحق
المستعان علی ما تصفون

جناب مولوی تھانوی صاحب! یہ دس سوال ہیں صرف واقعات یا آپ کے ارادہ و ہمت سے استفسار یا صاف و اضحات جن کا جواب ہر ذی عقل پر آشکار، بایں ہمہ جواب میں جناب کو تین دن کی مہلت دی گئی اگر جناب کے نزدیک یہ بھی کم ہے تو بے تکلف فرمادیجئے آپ جس قدر چاہیں فقیر تو سیل کرنے کو حاضر ہے مگر جواب خود دیجئے، اب وکالت کا زمانہ گیا، وکلار کا حال کھل گیا، مدقوں جناب کو اختیار تو کیل دیا کہ آپ گھبراتے ہیں تو جسے چاہیں اپنے مہر و دستخط سے اپنا وکیل بنا لیے، بار بار رسائل و اشتہارات میں اس کی تکرار کی مگر آپ نے خاموشی ہی اختیار کی، اور بالآخر چاند پوری صاحب محض بزور زبان خود بخود آپ کے وکیل بنے جس کا انجام وہ ہوا، کیا آپ عالم نہیں؟ کیا آپ وضوح حق نہیں چاہتے؟ کیا آپ ان کلمات کے قائل نہیں؟ کیا آپ پر خود اپنا تبریہ لازم نہیں؟ آپ دوسروں کا سہارا چھوڑیے اور اللہ کو مان کر تحقیق حق سے منہ نہ موڑیے، حیرانی و پریشانی میں عوام معتقدین کا دم نہ توڑیے۔ ہاں ہاں آپ سے مطالبہ ہے، آپ پر مواخذہ ہے، اور آپ جواب

دیجئے، اپنے قلم و خط سے دیجئے، اپنے مہر و دستخط سے دیجئے، ورنہ صاف انکار کر دیجئے کہ عوام کی حقپیش تو جائے۔
 حق اہل فہم پر ظاہر ہو چکا ہے، آپ کے ان معتقدین پر بھی وضوح پائے پھر ان میں سے جسے توفیق ہو ضلالت چھوڑ کر
 ہدی پر آئے۔ واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم، وحسبنا اللہ ونعم الوکیل، ولا حول ولا قوۃ
 الا باللہ العلی العظیم، وعلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا و مولینا و ناصرنا و ما و لنا محمد و آلہ و صحبہ
 اجمعین، و الحمد للہ رب العالمین ۝



دستخط

فقیر احمد رضا خاں قادری عفی عنہ
 آج بستم ذی القعدہ ۱۳۲۸ھ روز چہار شنبہ کو فقیر نے خود لکھا
 اور میری مہر و دستخط سے امضا ہوا۔

کاش یہ بات اُسی وقت طے ہو جاتی!

ایک تاریخی خط

(بافاضہ حضرة علامہ مولانا حسین رضا خان بریلوی مدظلہ العالی)

علمائے دیوبند کی وہ دین سوز عبارتیں جن پر سارا عرب و عجم ترخا اٹھاتا، دنیا کے بڑے بڑے علماء کرام و مفتیانِ عظام و مشائخ ذوی الاحترام و عوام لرز گئے تھے، ہر درد مند مخلص تڑپ رہا تھا کہ کسی صورت یہ فتنہ ختم ہو اور ملتِ اسلامیہ سکون و اطمینان کا سانس لے۔

دین اور ملتِ اسلامیہ میں فتنہ اور افتراق کی یہ ہولناک آگ ایسی نہ تھی جس پر مجددِ اعظم امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ خاموش تماشا بنی رہتے۔ اسلام کا انتہائی درد، مسلمانوں کی دنیا و آخرت کی تباہی کا خوف اور آپ کے منصب کی ذمہ داری نے آپ کو مضطر اور بے چین کر دیا۔ علماء دیوبند کو دعوت پر دعوت دی۔ بہت سے مطبوعہ غیر مطبوعہ خطوط لکھے، رجسٹریاں بھیجیں کہ اے اللہ کے بندو! تمہاری ان عبارتوں سے اسلام کی بنیادوں پر ضربیں لگی ہیں مسلمان سخت مشکلات میں پھنس گیا ہے، دنیا کے ساتھ اس کی آخرت بھی برباد ہو رہی ہے، آؤ، ہم تم بیٹھ کر اس معاملہ کو صاف کر لیں اور اس راہ کو اختیار کریں جو اسلام کا عین منشاء اور مسلمانوں کے لئے صراطِ مستقیم ہو۔ مگر افسوس کہ اکابر دیوبند نے یا تو اس سے اجتناب کیا یا اگر وعدے بھی کئے تو ایفانہ کر سکے، نجات اور شرمندگی دامگیر رہی۔

علمائے دیوبند کی اس روش کا نتیجہ یہ نکلا کہ اس وقت کے اندیشوں کے مطابق یہ فتنہ آج اپنے عروج پر پہنچ گیا جس سے نہ صرف مسلمانوں کی دنیا کو شدید نقصان پہنچ رہا ہے بلکہ ایک بہت بڑی جماعت اور اس کی مختلف شاخوں کی آخرت بھی برباد ہو رہی ہے۔

ہم ذیل میں مجددِ عظیم امام بریلوی قدس سرہ کے ایک تاریخی خط کی نقل پیش کر رہے جو آپ نے آج سے تقریباً ستائیس سال قبل ۱۳۲۹ھ میں مولوی اشرف علی تھانوی کو لکھا تھا اور جو رسالہ "دافع الفساد عن مراد آباد" میں چھپ چکا تھا۔

معاذ اللہ عالیہ امام بریلوی قدس سرہ

بنام

مولوی اشرف علی صاحب تھانوی

نقل

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۵ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم ۵

السلام علی من اتبع الهدی، فقیر بارگاہِ عزیزہ قدیر عزّ جلالہ تو مدتوں سے آپ کو دعوت دے رہا ہے اب حسبِ معاہدہ قراردادِ مراد آباد پھر محرک ہے کہ آپ کو سوالات و مواخذات حسام الحرمین کی جواب دہی کو آمادہ ہوں میں اور آپ جو کچھ کہیں لکھ کر کہیں اور سنا دیں اور وہی دستخطی چرچہ اُسی وقت فریقینِ مقابل کو دیتے جائیں کہ فریقین میں سے کسی کو کدھ کے بدکنے کی گنجائش نہ رہے۔ معاہدہ میں ۲۷ صفر (۱۳۲۹ھ) منظرہ کے لئے مقرر ہوئی ہے، آج پندرہ کو اس کی خبر مجھ کو ملی، گیارہ روز کی مہلت کافی ہے، وہاں بات ہی کتنی ہے، اسی قدر کہ یہ کلمات شانِ اقدس حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں توہین ہیں یا نہیں؟ یہ بعونِ تعالیٰ دو منٹ میں اہل ایمان پر ظاہر ہو سکتا ہے، لہذا فقیر اس عظیم ذوالعرش کی قدرت و رحمت پر توکل کر کے یہی ۲۷ صفر روزِ جان افروز دوشنبہ اس کے لئے مقرر کرتا ہے آپ فوراً قبول کی تحریر اپنی مہری دستخطی روانہ کریں اور ۲۷ صفر کی صبح مراد آباد میں ہوں، اور آپ بالذات اس امر اہم و اعظم دین کو طے کر لیں اپنے دل کی آپ جیسی بتائیں گے وکیل کیا بتائے گا، عاقل بالغ مستطیع غیر مخدرہ کی توکیل کیوں منظور ہو؟ معہذا یہ معاملہ کفر و اسلام کا ہے، کفر و اسلام میں وکالت کیسی؟ اگر آپ خود کسی طرح سامنے نہیں آسکتے اور وکیل کا سہارا ڈھونڈ لیتے تو یہی لکھ دیجئے۔ اتنا تو حسبِ معاہدہ آپ کو لکھنا ہی ہوگا کہ وہ آپ کا وکیل مطلق ہے اس کا تمام ساختہ وپرداختہ، قبول، سکوت، منکول، عدول سب آپ کا ہے اور اس قدر اور بھی ضرور لکھنا ہوگا کہ اگر بعون العزیز المتقدّر عزّ جلالہ آپ کا وکیل مغلوب یا معترف یا ساقط یا فارہو تو کفر سے توبہ علی الاعلان آپ کو کرنی اور چھپانی ہوگی کہ توبہ میں وکالت ناممکن ہے اور اعلانیہ کفر کی توبہ اعلانیہ لازم۔ میں عرض کرتا ہوں کہ آخر بار آپ ہی کے سر رہتا ہے کہ توبہ کرنی ہوئی تو آپ ہی پوچھے جائینگے پھر آپ خود ہی دفعِ اختلاف کی ہمت کیوں نہ کریں؟ کیا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں

گستاخی کرنے کو آپ تھے اور بات بنانے دوسرا آئے، لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم۔ آپ برسوں ساکت اور آپ کے حواری رفعِ بخلت کی سعی بے حاصل کرتے ہیں، ہر بار ایک ہی طرح کے جواب ہوتے ہیں آخر تا بہ کئے یہ اخیر دعوت ہے اس پر بھی آپ سامنے نہ آئے قو الحمد للہ میں فرض ہدایت ادا کر چکا، آئندہ کسی کے غوغہ پر التفات نہ ہوگا، منو ادینا میرا کام نہیں اللہ عز وجل کی قدرت میں ہے واللہ یهدی من یشاء الی صراط مستقیم۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا و مولانا محمد و آلہ وصحبہ اجمعین، والحمد للہ رب العلمین۔

فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ ۱۵ صفر المظفر روز چہار شنبہ ۱۴۲۹ھ
(مال یہی ہوا کہ اکابر دیوبند گھبراتے رہے، خجالت و شرمندگی نبھاتے رہے،
رجوع و اتحاد سے گریز کیا اور ایک بہت بڑا فتنہ باقی رہ گیا۔)